درسِ حدیث (۷) اسلامی مارشل قوانین (حصہ پنجم)

محمود الملة والدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان دروس کی افادیت کے پیش نظر اِن دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

عین لڑائی میں جب کافر رشتہ دار سامنے آجائے !

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہ

(۱۵؍ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / ۱۶؍ فروری ۲۰۱۴ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

کچھ لوگ جو مسلمان ہیں جہاد کے لیے گئے اور کافروں کی صف میں اس کے رشتہ دار بھی ہیں اگر رشتہ داروں سے لڑائی کے دوران سامنا ہوجائے تو رشتہ داروں سے لڑائی میں کیا معاملہ کرے گا ؟ یہ فوجی ضابطہ ہے اور بین الاقوامی بھی بن گیا، وہ دارالحرب میں ہے یہ دارالاسلام میں ہے، مسلمانوں کے ملک میں ہے وہ کافروں کے ملک میں ہے، یہ بین الاقوامی معاملات آرہے ہیں

اگر لڑائی کے دوران مقابلہ پر ذی محرم کافر رشتہ دار سامنے آجائے تو کیا حکم ہے ؟

امام محمد رحمة اللہ علیہ اپنی کتاب اَلسِّیَرُ الکَبِیْر میں بَابُ قَتْلِ ذِی الرَّحِمِ الْمَحَرَّمِ کے ذیل میں ایک اصول بتلارہے ہیں فرماتے ہیں

وَلَا بَأْسَ بِاَنْ يَّقْتُلَ الرَّجُلُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كُلَّ ذِىْ رَحِمٍ مُحَرَّمٍ مِنْهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَبْتَدِئُ بِهٖ یہ ضابطہ آرہا ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی آدمی ذی رحم محرم کو جو مشرکین میں سے آیا ہے اس صف میں ان کو قتل کرسکتا ہے کوئی حرج نہیں ہے ! کیونکہ وہ (کافر) لڑنے ہی تو آیا ہے قتل کرنے آیا ہے ! تو اب جب لڑائی ہورہی ہے اور سامنے وہ آ گیا رشتہ دار ذی رحم محرم ہے تو ابتداءً مسلمان اسے بھی قتل کرسکتا ہے کیونکہ وہ (کافر) تو لڑنے ہی کے لیے آیا ہوا ہے اب اس کی تلوار کی زد میں یا اس کی گولی کی زد میں وہ (کافر) آ گیا تو (یہ مسلمان) ماردے گا ! یہ نہیں کہ وہ مارے تو یہ مارے اس کا انتظار نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کے انتظار کا اتنا وقت ہی نہیں ہوتا اگر اسے موقع دیا تو بس وہ وار کر جائے گا، ختم ہو جائے گا، تلوار ہے، خنجر ہے، تیر ہے، بندوق ہے، گولی ہے، یہ آلہ لا تلبث ہے یعنی یہ ایسا ہتھیار ہے کہ جو مہلت نہیں دیتا ! اگر آپ کے ہاتھ موقع آیا ہے ضائع کر دیا تو پھر اُس کا داؤ چلے گا پھر آپ کے ہاتھ سے معاملہ نکل گیا ! !

اگر لڑائی کے دوران مقابلہ پر کافر والد سامنے آجائے تو کیا حکم ہے ؟

اِلَّا الْوَالِدَ خَاصَّةً اس کا استثنٰی ہے خاص طور پر سوائے باپ کے کہ باپ اگر سامنے آ گیا دشمنوں کی صف میں باپ لڑ رہا ہے اور لڑتے لڑتے اس کا اور اس کا آمنا سامنا ہو گیا تو اب کیا کرے ؟

اب اس کا اصول بتارہے ہیں، پورا طریقہ بتارہے ہیں ترکیب بتارہے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کتنا مہذب مذہب ہے اور اس میں ایک ایک چیز کی تفصیل ہے کہ ان کا یہ اور ان کا یہ، سوائے والد کے کیونکہ فَاِنَّهٗ يُكْرَهُ لَهٗ اَنْ يَّبْتَدِئَ وَالِدَهٗ بِذٰلِكَ اس کے حق میں ناپسند کیا گیا ہے کہ والد کو قتل کرنے میں پہل کرے ! چاہے وہ کافر ہے لیکن وہ باپ ہے، اس کو ناپسند کیا گیا ہے، اتنے اعلٰی اخلاق ہیں اسلام کے ! !

وَكَذٰلِكَ جَدَّهٗ مِنْ قِبَلِ اَبِيْهِ اَوْ مِنْ قِبَلِ اُمِّهٖ وَاِنْ بَعُدَ یہی حکم دادا کا ہے اور یہی حکم نانا کا ہے کہ وہ بھی باپ ہی کے درجے میں ہے، اگر دادا یا نانا سامنے آ گیا ہے تو بھی ان کو قتل کرنے میں پہل نہیں کرے گا، اقدام نہیں کرے گا وَاِنْ بَعُدَ اگرچہ وہ دادا ہے یا پردادا ہے یا سکڑ دادا ہے، دور کا بھی،

کہ نہیں، یہ تو میرے دادا کا دادا ہے اسے کیا ؟ نہیں، یہ بھی باپ کی طرح ہے اصل ہے ! تو چاہے وہ بھی ہو ! اور اسی طرح وہ دادا نانا کا نانا ہو یا نانا کا والد ہو تو وہ اس کا پرنانا ہو گیا ان کا بھی یہی حکم ہے کہ باپ کی طرح ان پر قتل کے لیے ہاتھ دراز نہیں کرے گا ابتداء میں اِلَّا اَنْ يَّضْطُرَّهُ اِلٰى ذٰلِكَ مگر یہ کہ وہ اس کو اس چیز کی طرف مجبور کردیں یہ حالت آرہی ہے آگے کہ اس میں پھر یہ مجبور ہو کر اگر اسے اقدام کرنا پڑے تو اس صورت میں یہ کرسکتا ہے ورنہ حتی المقدور بچے گا کہ باپ میرے ہاتھوں قتل نہ ہو ! اس کی کوشش کرے گا، دادا نانا میرے ہاتھوں قتل نہ ہوں اس کی بھرپور کوشش جاری رکھے گا آخر دم تک !

باپ دادا کو قتل نہ کرنے کی دلیل ؟

اب اس کی آگے تفصیل بتارہے ہیں اب یہ ایک اصول تو بتا دیا کہاں سے آئے ؟ قرآن میں ہے، دلیل قرآن کی، نقلی دلیل بھی دیں گے ایک بات بتارہے ہیں اور آگے عقلی دلیل بھی دیں گے کہ عقلاً بھی ہے اور نقلاً بھی ہے ! نقلاً کہاں سے آگیا قرآن میں یہ حکم ؟

ان حضرات نے محنت کی ہے، ساری چیزیں اس میں موجود ہیں، فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول ہے ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ اور ماں باپ کے ساتھ دنیا میں اچھے طور پر گزار ! مصاحبت کر ان کے ساتھ رہ اچھے طور سے فَاِنَّ الْمُرَادَ هُمَا سے کیا مراد ؟ اَلْاَبَوَانِ اِذَا كَانَا مُشْرِكَيْنِ ماں باپ مراد ہیں جب کہ وہ مشرک ہوں ! کیسے پتہ اس سے مراد ماں باپ ہیں جو مشرک ہوں ؟ امام صاحبؒ فرماتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا قول یہ ہے بِدَلِيْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ﴾[1] اس آیت سے پہلے یہ مضمون ہے اور یہ کافروں کے بارے میں ہی ہے کہ خدانخواستہ اگر وہ دونوں زور لگائیں تجھے کفر کروانے کے لیے کہ کافر بن جا، مشرک بن جا تو ان کی اطاعت نہیں کرنی ! گالی بھی نہیں دینی، مار دھاڑ بھی نہیں کرسکتا، بس اطاعت نہیں کرسکتا ایسے معاملات میں اور ﴿ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ﴾ سے مسئلہ نکالا ہے اور اس سے استنباط کیا ہے وَلَيْسَ مِنَ الْمُصَاحَبَةِ بِالْمَعْرُوْفِ اَلْبِدَايَةُ بِالْقَتْلِ اور قتل میں پہل کرنا یہ مصاحبت

---

[1] سورۃ لقمان : ۱۵

مُصَاحَبَتْ بِالْمَعْرُوْف نہیں ہے ! قرآن نے کہا ہے مُصَاحَبَتْ بِالْمَعْرُوْف کر، اچھی طرح ان کے ساتھ وقت گزار، زندگی ان کے ساتھ بہتر انداز میں گزار، اب قتل میں پہل کرنا مُصَاحَبَتْ بِالْمَعْرُوْف نہیں ہے اس لیے نہیں کرسکتا یہ مکروہ ہے ! !

وَاَمَّا اِذَا اضْطَرَّہٗ اِلٰی ذٰلِكَ اگر وہ اس کو مجبور کردیں اس پر، چڑھا ہی آرہا ہے تلوار ہے اور ایسے آرہا ہے حملہ کررہا ہے کہ قتل کردے گا بیٹے کو، اگر اس نے اسے نہ روکا، پیچھے نہ کیا، ہاتھ نہ پکڑا، تلوار کا وار نہ روکا یا تلوار کا وار نہ کیا، یہ بھی شکل ہے کہ تلوار کا وار ہی کروں گا تو بچ سکتا ہوں ورنہ نہیں بچ سکتا، ورنہ میں نہیں یا یہ نہیں، ایسی صورت اگر ہوگئی تو ! بڑا مشکل کام ہے صحابہ کرام کو اللہ جزائے خیر دے امتحانی مراحل سے گزر گئے ورنہ ذرا سا ماں باپ اور گھر میں لڑائی جھگڑا ہو دماغ خراب ہوجاتا ہے ہوش اُڑ جاتے ہیں آدمی کے، نیند بھی اُڑ جاتی ہے فَهُوَ يَدْفَعُ عَنْهُ نَفْسَهٗ اگر وہ اسے مجبور کرے تو یہ جہاں تک ہو اپنے آپ سے اس کو دفعہ کرے اس کے وار کا بچاؤ کرے وَهُوَ مَاْمُوْرٌ بِالْبِدَايَةِ بِنَفْسِهٖ فِی الاحْسَانِ اِلَيْهَا اب دو باتیں آگئیں، ایک اس کی اپنی جان اور ایک باپ کی جان ! اب وہ اس کو مارنا چاہتا ہے وہ ڈرتا ہے، یہ نہیں ہے یا وہ نہیں ہے، دو چیزیں آگئیں، اب اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے یا اپنی ذات کے ساتھ اچھا معاملہ کرے ؟ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے کہ اسے کچھ نہ کہے چاہے وہ اسے مار ہی دے یا اپنے کو بچانے کے لیے اگر اسے کچھ کہنا پڑتا ہے تو کیا کہے، دو چیزیں ہوگئیں، اگر اس کو روکتا ہے اور ختم کردیتا ہے تو اپنے ساتھ احسان ہوگیا ! اور اگر اس کو موقع دے دیتا ہے اور خود مارا جاتا ہے تو اس کے ساتھ احسان ہوگیا ! دو چیزیں ہیں !

عقلی دلیل :

تو فرماتے ہیں، بہت عمدہ دلیل دیتے ہیں یہ عقلی دلیل دے رہے ہیں کہ وَهُوَ مَاْمُوْرٌ بِالْبِدَايَةِ بِنَفْسِهٖ فِی الْاِحْسَانِ اِلَيْهَا یہ مامور ہے اللہ کی طرف سے کہ جب کوئی ایسا موقع آجائے تو اپنی ذات سے اچھائی کی ابتداء کرے ! جیسے کہتے ہیں اگر اللہ نے اچھا مال دیا تو اپنے سے پہل کرنی چاہیے، کپڑے

اچھے پہنے دوسرے کو بھی پہنائے ، پہلے اچھے خود پہنے پھر بیوی بچوں کو پہنائے پھر اوروں کو پہنائے جیسے ایک ترتیب پڑھی ہے آپ نے !

نعمت کا اظہار کرنا بھی شکر ہے :

تو یہ اپنے کو کیوں پہنائے ؟ یہ اس لیے کہ یہ احسان اپنے آپ سے کرے ﴿ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴾[1] تیرے رب کی تجھ پر نعمت ہے اس کو ظاہر کر ! اس کا اظہار کرنا یہ بھی ایک شکر ہے، اللہ نے پیسے دیے ہیں، گندے کپڑے پہنے پھر رہا ہے تو یہ نعمت کی ناشکری کی، ناقدری کی ! اللہ نے دیا ہے اسے کہ اچھے کپڑے پہن سکتا ہے اور نہیں پہن رہا نعمت کی ناقدری کر رہا ہے ! ! تو اب جب یہ اللہ نے اسے اتنا موقع دیا کہ یا اپنے کو بچالے یا باپ کو بچالے دو چیزیں ہیں اس میں سے اور کچھ نہیں یا خود شر میں کود جائے یا اسے گرا دے تو یہاں پر اب احسان کی کیفیت بن گئی ، گویا کافر باپ سے کرے احسان یا اپنے سے کرے ؟ تو کہتے ہیں یہ مامور ہے کہ احسان کی ابتداء اپنے آپ سے کرے ! اس لیے یہاں اپنے آپ کو بچانے کے لیے اقدام کرے گا تو وَدَفْعِ شَرِّ الْقَتْلِ عَنْهَا جب یہ مامور ہے کہ اپنی ذات سے احسان میں پہل کرے اور یہ تو احسان کا معاملہ ہے تو یہاں تو احسان کی بات ہی نہیں یہاں تو اپنے سے نقصان کو دور کرنا ہے ، یہ تو اور زیادہ سنگین بات ہوگئی ، اپنے ساتھ احسان کرنا اچھی چیز ہے ، کرو پہل ، لیکن اپنے سے نقصان کو دفع کرنا یہ تو اور زیادہ اہم بات ہوئی ! !

اس کو نقصان پہنچے یا اپنے کو نقصان سے بچائے ، یہ دو چیزیں آگئیں تو کہتے ہیں وَدَفْعِ شَرِّ الْقَتْلِ عَنْهَا اور اپنے نفس سے قتل کے شر کو دفع کرنا کیونکہ وہ آرہا ہے مارنے کے لیے ماردے گا سیکنڈوں میں فیصلہ کرنا ہے ورنہ وہ ماردے گا اَبْلَغَ جِهَاتِ الْاِحْسَانِ احسان کی جہات میں سب سے بلند جہت ہے اس لیے اپنے آپ سے شر کو دفع کرنا ہے اس میں مجبوراً اگر کرنا پڑے تو پھر یہ باپ کو قتل کر سکتا ہے ! نقلی دلیل بھی ہوگئی اور عقلی دلیل بھی ہوگئی !

---

[1] سورة الضحیٰ : ۱۱

ایک اور عقلی دلیل :

پھر مزید عقلی دلیل دے رہے ہیں کہ باپ جو ہے کَانَ سَبَبًا لِاِیْجَادِ الْوَلَدِ کہ باپ اس کے ایجاد کا سبب ہے یہ تو دنیا میں آیا ہے سبب تو باپ ہی بنا ہے، ماں اور باپ دونوں سبب ہیں ورنہ کیسے آ سکتا ہے ؟ وہ اس کے موجِد ہیں ایک طرح کے، مجازی خالق کہہ لو، اس کے خالق ہیں، موجد ہیں یا خالق ہیں خالقِ حقیقی تو اللہ ہے مجازاً ایک طرح کے وہ ہیں فَلَا یَجُوْزُ لِلْوَلَدِ اَنْ یَّجْعَلَ نَفْسَهٗ سَبَبَ اِعْدَامِهٖ بِالْقَصْدِ اِلٰی قَتْلِهٖ لٰہذا بیٹے کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے والد کو معدوم کرنے کا سبب بن جائے ابتداءً اس کو قتل کر کے ! وہ تو اس کے ایجاد کا سبب ہے اس کی وجہ سے اسے وجود ملا ہے، تو یہ اچھی بات نہیں ہے کہ یہ اپنے باپ کو ختم کردے، یہ بہتر اور مناسب نہیں ہے ! !

کتنے اعلیٰ اخلاق ہیں، انتہائی حد تک بھی اعلیٰ اخلاق کی تعلیم ہے کہ کوشش کرو کہ اس پر عمل ہوتا رہے میدانِ جنگ میں بھی، یہ عیسائی یہودی کیا جانیں ؟ ان کے ہاں تو تصور میں بھی نہیں ہے یہ باتیں، مشرکین کے ہاں بھی نہیں جو یہ بتا رہے ہیں فَلَا یَجُوْزُ لِلْوَلَدِ اَنْ یَّجْعَلَ نَفْسَهٗ سَبَبَ اِعْدَامِهٖ بِالْقَصْدِ اِلٰی قَتْلِهٖ اِلَّا اَنْ یَّضْطَرَّهٗ اِلٰی ذٰلِكَ ہاں بالکل مجبور ہو جائیں حل ہی کوئی نہیں ہے پھر اس کے لیے اجازت ہے مجبوراً، اب کر سکتا ہے قتل ! !

فَحِیْنَئِذٍ یَکُوْنُ الْاَبُ هُوَ الْمُکْتَسِبُ لِذٰلِكَ السَّبَبِ بِمَنْزِلَةِ الْجَانِیْ عَلٰی نَفْسِهٖ اب جب اس نے کیا تو بھی قتل تو باپ ہی کو کیا ہے چاہے مجبوراً کر رہا ہے یہ تو نہیں کہ مجبوری کی حالت میں وہ باپ کے بجائے بکری بن گئی کہ جی اب بکری قتل کردی ہے تو ہے تو باپ ہی، بہت عمدہ دلیل دے رہے ہیں، کہتے ہیں دیکھو جب اس نے مجبور کر دیا تو اب یہ بیٹا اس کا قاتل نہیں ہے، یہ قتل کر بھی رہا ہے تو بھی یہ اُس کا قاتل نہیں ہے حقیقتاً ایک اعتبار سے دیکھا جائے !

اس صورت حال میں وہ باپ ہی سبب بن گیا اس کے اعدام کا، اس سبب کو پیدا کرنے والا خود باپ ہی بن گیا کیونکہ اس کے عمل کی وجہ سے یہ چیزیں ہوئی ہیں تو وہ خود مُکْتَسِبْ ہے اس صورت

حال کا، وہ خود اس صورت حال کو وجود دے رہا ہے اور یہ پیدا کر رہا ہے کہ یہ نوبت آئے کہ وہ خود قتل ہو جائے تو یہ اسی طرح کا ہو گیا جو خود اپنی جان پر جنایت کرے اور خود کشی کر کے اپنے آپ کو ختم کر دے چھری پھیر کر اپنے پیٹ کو کاٹ دے تو یہ اَلْجَانِیْ عَلٰی نَفْسِہٖ ہی ہے خود بخود اس نے یہ حرکت کر کے اس کے لیے بچنے کی کوئی جگہ چھوڑی ہی نہیں اور اسے مارنے کے لیے پہنچ گیا اور اپنی جان بچانے کی خاطر اس نے آخری حربہ جو کیا تو گویا اس نے خود اپنے آپ کو اس مشکل میں ڈالا گویا اَلْجَانِیْ عَلٰی نَفْسِہٖ ہو گیا ! اس لیے یہ مُکْتَسِبٌ ہے اس چیز کا عَلٰی مَا ھُوَ الْاَصْلُ اسی وجہ سے کہتے ہیں یہ اپنے عمل سے اس چیز تک پہنچ گیا ! !

باپ کو کب قید کیا جائے گا ؟

وَلِھٰذَا لَا یُحْبَسُ الْاَبُ بِدَیْنِ الْوَلَدِ اسی لیے بیٹے کے قرض کی وجہ سے باپ کو قید نہیں کیا جائے گا ! مثلاً بیٹے نے باپ کو ایک لاکھ قرضہ دیا، اب باپ واپس نہیں دے رہا، بیٹا عدالت میں چلا گیا، یہ میرا ابا میرا قرضہ واپس نہیں دے رہا تو اصول کیا ہے ؟ اصول یہ ہے کہ اگر کوئی قرض نہ دے اور ٹال مٹول کرے، ہو بھی اور نہیں دے رہا تو عدالت اسے قید کر کے جیل میں بند کر دیتی ہے یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کرے، لیکن اب اس (باپ) کے معاملے میں کیا ہوگا ؟ کہتے ہیں کہ نہیں ، بیٹے کے قرض کی وجہ سے باپ کو قید نہیں کیا جائے گا ! عدالت باپ کو کہے گی کہ آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ قرضہ ادا کر دو، بیٹے کے کام آجائے گا لیکن ''باپ کو قید کر دو'' عدالت یہ نہیں کہے گی !

وَیُحْبَسُ بِنَفَقَتِہٖ لیکن اگر نفقہ نہیں دے رہا، اپنے بچے کا نفقہ نہیں دے رہا، بچہ معذور ہے چاہے بالغ ہے لیکن نفقہ اس نے دینا ہے، نہیں دے گا تو وہ مر رہا ہے یا چھوٹا معصوم بچہ ہے، دودھ کا خرچہ نہیں دے رہا تو اس صورت میں پکڑ کر اسے جیل میں ڈالو !

کیوں ؟ لِاَنَّہٗ اِذَا مَنَعَ نَفَقَتَہٗ فَقَدْ قَصَدَ اِتْلَافَہٗ کیونکہ جب اس نے نفقہ روک دیا تو گویا اس نے اس کو ہلاک کرنے کا، تلف کرنے کا ارادہ کیا، جب یہ ارادہ کیا تو اب اس کا کیا کیا جائے گا ؟

عدالت اسے پکڑ کر جیل میں بند کرے گی کہ اس کا نفقہ جمع کراؤ تا کہ اس کی جو ضروریات ہیں وہ پوری ہوں ! اور جب اس کے اس عمل سے بچہ ہلاک ہوجائے گا تو گویا یہ خود مُکْتَسِبْ ہے اس صورتِ حال کا کہ اسے مجبور کر دیا جائے، بند کر دیا جائے !

جبکہ قرض نہ دینے سے بیٹا ہلاک نہیں ہوگا اگر قرض نہیں دیتا تو بیٹا مر تھوڑی رہا ہے اور اگر اللہ پر بھروسہ کر کے چھوڑ دے گا تو پتا نہیں اللہ تعالیٰ اسے کتنا اور دے دیں اس سے بھی زیادہ بے شمار، اس کی مثالیں دیکھی ہیں، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر اللہ تعالیٰ اجروثواب بھی دیتے ہیں آخرت کا اور دنیا میں بھی نفع ہوتا ہے ! !

لیکن یہاں اگر وہ نفقہ نہیں دے رہا تو معصوم بچہ تو بتا ہی نہیں سکتا کہ میرا نفقہ کس پر ہے ؟ باپ پر ہے یا ماں پر ہے ؟ دینا ہے نہیں دینا ؟ وہ تو روئے گا، چیخے گا بس یہی کام ہے، اسی طرح معذور ہے تو بھی یہی ہے تو کہتے ہیں کہ اس صورت میں اسے قید کیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنے کو اس صورتِ حال تک خود پہنچایا ہے اور وہاں پر قرض نہ دے کر اس صورت حال پر خود نہیں پہنچ رہا وہاں بیٹا پہنچا رہا ہے عدالت جا کر کہ میرے ابا کو پکڑ کر لاؤ اور جیل میں بند کرو ! !

اسلامی اخلاق کتنے بلند ہیں !

پھر یہ جو موقف امام محمد رحمة اللہ علیہ نے بیان کیا اس کی تائید میں مزید استدلال فرماتے ہیں کہ حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِیْ عَامِرٍ اور رئیس المنافقین عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلَ کے بیٹے عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلَ دونوں صحابی تھے انہوں نے نبی علیہ السلام سے اجازت طلب کی اِسْتَأْذَنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ قَتْلِ اَبَوَیْھِمَا یارسول اللہ ہم اپنے باپوں کو ماردیتے ہیں کیونکہ یہ آپ کے بارے میں بکواس کرتے ہیں، ہم انہیں قتل کردیں ؟ اجازت مانگی ! فَنَھَاھُمَا عَنْ ذٰلِکَ نبی علیہ السلام نے ان دونوں کو اس سے منع کر دیا کہ نہیں تم قتل نہیں کرو گے، وہ باپ ہے تم بیٹے ہو اس کے ! یہ اخلاق ہیں، یہ مہذب دین ہے ! !

ایک اور دلیل :

اور عُمَیْر بْن مَالِکٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے آکر عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہُ ﷺ اِنِّیْ لَقِیْتُ اَبِیْ فِی الْعَدُوِّ دشمنوں کے علاقے میں میرا باپ سے آمنا سامنا ہوگیا یا ملاقات جو بھی ہوئی فَسَمِعْتُ مِنْہُ مَقَالَۃً لَکَ سَیِّئَۃً فَقَتَلْتُہٗ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ میں نے آپ کے بارے میں اپنے والد سے بہت بری بات سنی، میں نے وہیں اسے مار دیا ! فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ آپ نے اس پر سکوت فرمایا کچھ نہیں کہا، برا کیا، یہ بھی نہیں فرمایا، ٹھیک کیا، یہ بھی نہیں فرمایا ! تو یہ بھی اخلاق میں سے ہے، شاباش بھی نہیں دی کہ بہت اچھا کیا اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ کیوں قتل کیا ؟ کیونکہ اب زندہ تو ہو نہیں سکتا وہ تو مرگیا، یہ قتل کر چکے ہیں !

تو اس روایت سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بطورِ دلیل فرماتے ہیں کہ اَنَّہٗ لَا یَسْتَوْجِبُ بِقَتْلِہٖ شَیْئًا اِذَا قَتَلَہٗ اگر قتل کردے کوئی ایسی صورتِ حال میں تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہوگا کہ دیت دے، تاوان دے، باپ کا، یہ بھی نہیں واجب کیونکہ وہاں منع بھی فرما رہے ہیں اور یہاں قتل کی خبر جب ملی تو سکوت فرمایا ! اس کا مطلب ہے کہ اگر کردیا کسی نے قتل تو واجب نہیں ہے کچھ بھی، لِاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَاْمُرْہُ بِشَیْئٍ کیونکہ جب انہوں نے یہ بات بتائی تو آپ نے انہیں کسی چیز کا حکم نہیں دیا کہ یہ دو اور یہ دو، دیت دو یا یہ کام کرو یا اس کا کفارہ ایسے ادا کرو، کچھ نہیں فرمایا ! اور نبی کا سکوت جو ہوتا ہے کسی بات کو بیان کرنے کے بجائے سکوت اختیار کرنا جبکہ حاجت بھی ہو بات کرنے کی جائز نہیں ہے اور نبی ایسا کام نہیں کرسکتا یعنی اگر بیان کرنے کی ضرورت ہوتی تو آپ ضرور بیان فرمادیتے کہ دو کیونکہ یہ جائز ہی نہیں ہے نبی ایسا کر ہی نہیں سکتا کہ ضرورت ہے مسئلہ بتانے کی اور وہ سکوت کرے یہ نبی نہیں کرسکتا اس لیے سکوت فرمانے کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی چیز لازم نہیں ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ لازم بھی ہوتی کوئی چیز اور آپ بیان بھی نہ فرماتے یہ نہیں ہوسکتا !

کافر باپ کو قتل کرنے سے بچنے کا طریقہ :

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں کہ اگر ایسے امتحان میں پڑ جائے میدان جنگ میں تو کیا طریقہ ہے بچنے کا کہ باپ میرے ہاتھوں نہ مارا جائے ؟ عملی صورت اس کی بتا رہے ہیں کہ وَ اَوَّلُ الْوُجُوْہِ اَنْ لَّا یَقْصِدَہٗ بِالْقَتْلِ یعنی اچھی صورت یہ ہے کہ قتل کا قصد نہ کرے لیکن وَلَا یُمَکِّنَہٗ مِنْ الرُّجُوْعِ اسے بھاگنے بھی نہ دے کہ وہ چلا جائے کیونکہ وہ تو کافر ہے لڑنے آیا ہے تمہیں نہیں تو کسی اور کو مارے گا ، اس نے تو ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی ہے دوسرے دو چار مجاہدوں کو مار دے گا نقصان ہو جائے گا، تو قصد بھی نہیں کرے گا قتل کا اور اسے بچ کر جانے بھی نہیں دے گا وَلَا یُمَکِّنَہٗ مِنْ الرُّجُوْعِ اس کو واپس ہونے کی قدرت نہیں دے گا اِذَا تَمَکَّنَ مِنْہُ فِی الصَّفِّ جبکہ بیٹے نے صف میں قابو پالیا، اب قتل کا قصد بھی نہ کرے اور جانے بھی نہ دے ! کیا کرے پھر ؟ وَلٰکِنَّہٗ یُلْجِئُہٗ اِلٰی مَوْضَعٍ وَیَسْتَمْسِكَ بِہٖ اس کو کھینچ کھانچ کر داؤ پیچ کرتا ہوا ایسی جگہ لے جائے کہ جہاں کچھ اور مجاہد قریب ہوں ان کے پاس لے جائے کہ یہ بھاگ بھی نہ سکے اور وَیَسْتَمْسِكَ بِہٖ اور پکڑے رکھے اسے حَتّٰی یَجِیْءَ غَیْرُہٗ فَیَقْتُلُہٗ حتی کہ دوسرا مجاہد آکر اسے قتل کر دے، گویا قتل سے بھی بچ گیا خود اپنے ہاتھ سے نہیں کیا اور اسے بھاگنے بھی نہیں دیا کیونکہ ہے تو وہ دشمن، بڑا نقصان کر سکتا ہے، اس بڑے نقصان سے بھی بچنا ہے اور خود بھی قتل نہ کرے اس کا یہ طریقہ ہوتا ہے !

یہ ہیں اسلام کے مارشل رولز، لڑائی کے اور جہاد کے ! اور ساتھ ساتھ کتنے اخلاقیات ہیں ! بہت بڑے اخلاقیات ! یہ کہیں اور نہیں ہیں ! !

امام محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں فَاَمَّا اِبَاحَۃُ قَتْلِ غَیْرِ الْوَالِدَیْنِ وَالْمَوْلُوْدِیْنَ مِنْ ذِیْ الرَّحِمِ الْمُحَرَّمِ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ بہرحال ماں باپ کے علاوہ کسی اور کے قتل کی اِبَاحَتْ ہم جامع الصغیر میں الگ بیان کر چکے ہیں ، یہاں صرف ماں باپ کا بتلایا ، اسی طرح ماں باپ کے حکم میں دادا ، دادی ، دادے بھی آ گئے اور نانے بھی آ گئے ! !

قتال کے وقت دعا :

ایک آسان سی مختصر بات یہ بھی سن لیں بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْقِتَالِ قتال کے وقت دعا کرنا، دعا کا مطلب کیا ہوگا ؟ اللہ کی طرف رجوع متوجہ ہونا ! یہ اصول اب یہ کافر تو جانتے ہی نہیں، نہ یہودی نہ عیسائی، صرف مسلمانوں کے مذہب میں ہے ! اب مشکل یہ ہے کہ مسلمان فوجوں کو تربیت ہی نہیں کچھ بھی، نہ افسران کو پتہ ہے کہ رُجُوْع اِلَی اللّٰہْ کیا چیز ہے ؟ دعا کا کیا طریقہ ہے ؟ نہ بریگیڈیئر، نہ جرنل، نہ میجر جرنل، نہ لیفٹیننٹ جرنل، نہ کور کمانڈر، کسی کو پتا ہی نہیں کچھ بھی کیونکہ تربیت اور ٹریننگ وہ ان ہی سے لیتے ہیں جا کر کافروں سے، وہی آکر انہیں سکھاتے ہیں، یہ چیزیں انہیں بتائی نہیں جاتیں اور ان چیزوں کے بتانے سے بڑا زمین آسمان کا فرق ہو جاتا ہے ایمان کی کیفیت حالت اور جذبہ وجوش سب میں فرق آجاتا ہے ! اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ جرنیل صاحبان بھی اگر تشریف لے آئیں چٹائیوں پر بیٹھ کر سن لیں تو کچھ شان میں کمی نہیں آئے گی بلکہ بلند ہو جائے گی ان شاء اللہ ،نہیں تو ہمیں اُن قالینوں پر لے جائیں جس پر بیٹھے ہیں تو ہم بتائیں گے اور فیس بھی نہیں لیں گے جا کر لیکچر دے دیں گے ان شاء اللہ اللہ توفیق دے !

بہرحال کہتے ہیں حضرت عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ اَوْفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ لڑائی چھڑنے سے پہلے جب دشمن کے سامنے ہوتے تو یہ کلمات پڑھتے :

اَللّٰھُمَّ اِنَّا عِبَادُکَ وَھُمْ عِبَادُکَ نَوَاصِیْنَا وَنَوَاصِیْھِمْ بِیَدِکَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ

''اے اللہ! ہم بھی تیرے بندے ہیں وہ بھی تیرے بندے ہیں، ہماری اور ان کی پیشانیاں تیری قدرت میں ہیں، یا اللہ! تو ان کو شکست دے دے اور ہمیں ان پر فتح دے دے''

کافر بھی تو اللہ ہی کے بندے ہیں اور صحابہ بھی تو ایمان لانے سے پہلے کافر تھے، کیا وہ اللہ کے بندے نہیں ہیں ؟ جب ایمان آ گیا تو اس وقت بھی وہ اللہ کے بندے اور اس وقت بھی تھے، اُس وقت اور طرح کے تھے ایمان لانے کے بعد اور طرح کے اللہ کے بندے !

رجوع اللہ کی طرف کرنا ہے اب یہ دعا پشتو میں مانگو، اردو میں مانگو، سرائیکی میں مانگو، کلمات یاد ہوں تو اچھی بات ہے نہیں تو مانگو ضرور، جب اللہ کبھی جہاد کی توفیق دے تو رُجُوْع اِلَی اللّٰہ ہونا چاہیے ! ! اللہ ہمارے جرنیلوں کو بھی توفیق دے کہ وہ بھی یہ دعائیں یاد کریں اور عام سپاہی تک کو یاد کرائیں اور یہ ٹریننگ کا حصہ ہونا چاہیے ہمارے ملک میں کیا ہر مسلم ملک میں ہر فوجی کو ہر جوان کو یہ دعائیں سکھائی جائیں!

وَفِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ یَنْبَغِیْ لِکُلِّ غَازٍ اَنْ یَّقْتَدِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الدُّعَاءِ عِنْدَ الْقِتَالِ اس میں دلیل ہے کہ ہر غازی کے لیے مناسب ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے، قتال کے وقت دعا کرے، آگے دلیلیں بھی دے رہے ہیں، ایک یہ کہ مومن جب دعا مانگتا ہے تو یَسْتَنْزِلُ الرِّزْقَ وَالنَّصْرَ اللہ سے وہ طلب کرتا ہے کہ رزق، مدد اور نصرت وَیَدْفَعُ اَنْوَاعَ الْبَلَاءِ وَشَرَّ الْاَعْدَاءِ اور اللہ سے بے شمار مختلف قسم کی بلاؤں اور دشمنوں کے شر سے دفع طلب کرتا ہے ! وَبِذٰلِکَ اُمِرْنَا اور اس کا ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے، کیوں ؟ کہاں دیا حکم ؟ دلیل لا رہے ہیں قرآن سے پیش کر رہے ہیں دیکھو یہ آ رہا ہے
﴿ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ﴾[1] اور ﴿ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَۃً ﴾[2]

وَاُخْبِرَ عَنِ الرُّسُلِ اَنَّھُمْ دَعَوْا عَلَی الْاَعْدَاءِ اور رسولوں کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ دشمنوں پر بددعا کیا کرتے تھے، ضرورت پڑنے پر بددعا کرتے تھے کَمَا اَخْبَرَ بِہٖ عَنْ نُّوْحٍ جیسا کہ نوح علیہ السلام کے بارے میں دی گئی کہ انہوں نے بددعا دی ﴿ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا ﴾[3] ''اے رب ! نہ چھوڑیو زمین پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا'' جب تکلیف کٹ گئی حجت تمام ہوگئی، کئی سو سال گزر گئے تو پھر انہوں نے یہ بددعا کی ﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّاراً ﴾ اور اسی طرح کا مُوْسٰی وَھَارُوْنَ وَالْخَلِیْلِ صَلٰوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ کَذٰلِکَ ان سے بھی یہ منقول ہے ایسے موقعوں پر انہوں نے بددعا کی اور اپنے حق میں دعا کی اللہ سے ! اللہ تعالیٰ سمجھ کی بھی توفیق دے، عمل کی بھی توفیق دے اور ہر قسم کے شر سے، آزمائش سے حفاظت فرمائے !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

[1] سورۃ البقرۃ : ۱۸۶ [2] سورۃ الاعراف : ۵۵ [3] سورۃ نوح : ۲۶